إنَّ الفضلَ بيدِ الله يؤتيه من يشاء ۔ عسیٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

تارکا پتہ:- الفضل قادیان

الفضل قادیان

روزنامہ

DAILY ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی: سالانہ للعہ ۔ ششماہی ۔ ہجر ۔ سہ ماہی ۔ عہ ۔ ماہانہ ۔ ۱۲ ۔

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴	۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ	یوم جمعہ	مطابق ۶ ستمبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۵۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے بخار میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کمی ہے۔ درجۂ حرارت بوقت صبح ۸ء۹۸ تھا۔ اور بوقت شام بھی ۸ء۹۸۔ لیکن ابھی کمزوری بہت ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ناسازیٔ طبع کے باعث حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز جمعہ پڑھائی ؛۔

آج صبح دارالرحمت کی مسجد میں نماز فجر کے بعد ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب نے دعا کی فلاسفی پر تقریر کی ؛۔

افسوس میاں جمیل الرحمٰن صاحب ابن شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی بعمر ۲۳ سال فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج بعد نماز جمعہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب دعائے مغفرت کریں ؛۔ م

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

معاندین کی ایذارسانیوں کے مقابلہ میں صبر و تحمل سے کام لو۔

" یقیناً یاد رکھو۔ کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے۔ جب میں یہ سنتا ہوں۔ کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا۔ کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی۔ وہ ایسی راہ اختیار کرے۔ جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک اس امر کی تاکید کرتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا۔ تو وہ یاد رکھے۔ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے۔ کہ میں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں۔ اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بیرنگ خطوط آتے ہیں۔ جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے۔ اور پھر جب پڑھتے ہیں۔ تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں۔ کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں۔ اور میں اعتبار نہیں کرتا۔ کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب میں صبر کرتا ہوں۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو۔ کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں۔ ان کی شرارتیں۔ اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو بے شک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں " (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

کشمیر میں احمدیوں پر مظالم

حکام کشمیر کی دیدہ دانستہ سہل انگاری

حکومت کشمیر نے موضع ہاری پاری گام میں جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کے سالانہ مذہبی جلسہ کو قیام امن کے بہانہ سے بند کر دیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ قیام امن سے مراد صرف یہ ہے کہ احمدیوں کو اپنے مذہبی عقائد کے اظہار سے روک دیا جائے۔ اور اس طرح ان لوگوں کے لئے خوشی منانے کا موقع بہم پہنچایا جائے۔ جو اپنی خاص اغراض و مقاصد کی خاطر احمدیوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر قیام امن سے یہ مراد ہو۔ کہ کسی پر کوئی ظلم نہ کرے۔ کسی کو تکلیف نہ دے۔ کسی کے خلاف فتنہ و شرارت نہ اٹھائے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ خاص اسی مقام پر جہاں احمدیوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ نافذ کی جا چکی ہے۔ ہمارے نامہ نگار کی تازہ اطلاع کے مطابق فتنہ پردازوں کی طرف سے احمدیوں کو سخت تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے بائیکاٹ کی خلاف قانون کھلم کھلا تلقین کی جا رہی ہے۔ لیکن حکومت کے افسر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ کیا احمدیوں پر مظالم ہونے کو وہ خلاف امن نہیں سمجھتے۔

پھر دو ماہ کے لئے تو اس تحصیل میں ہر ایک احمدی کی تقریر روک دی گئی ہے۔ لیکن غیر احمدیوں پر نہ صرف اپنے عقائد بیان کرنے کے لئے لیکچر دینے کے متعلق کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف تقریریں کرنے کی بھی ممانعت نہیں ہے۔ اس انوکھے انصاف اور انوکھے قیام امن کی مثال ریاست کشمیر کے حکام نے ہی پیش کی ہے۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ کشمیر کے احمدیوں کو تکالیف میں مبتلا کرنے کی سوچی سمجھی ہوئی سکیم پر عمل کیا جا رہا ہے:۔

داتہ میں ایک صحابی مسیح موعود علیہ السلام کا انتقال

۳۱۔ اگست بوقت چار بجے دن سرحد کے ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت حاجی احمد جی صاحب کا داتہ میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سابقون اولون صحابہ میں سے تھے۔ اور جماعت احمدیہ داتہ کے روح رواں اور سیکرٹری تھے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر ہزارہ کی مختلف جماعتوں کے احباب اور دیگر غیر احمدی صاحبان کثرت سے جنازہ میں شامل ہوئے۔ آپ موصی تھے یکم ستمبر کو ایک پہاڑی پر آپ ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل۔

ریاست چمبہ کے ایک معزز ہندو کی افسوسناک موت

لالہ چرن داس صاحب جو ایک نہایت معزز اور شریف انسان تھے۔ اور اپنی رواداری سخاوت، حسن سلوک اور بے تعصبی کی وجہ سے نہ صرف ہندوؤں میں بلکہ مسلمانوں میں بھی عزت و شہرت رکھتے تھے۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ گزشتہ ہفتہ میں جبکہ وہ ایک پہاڑی سفر سے گھر واپس آ رہے تھے۔ چند پتھروں کے گرنے سے اچانک وفات پا گئے۔ ہمیں اس افسوسناک حادثہ میں جناب لالہ دولت رام صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالٰے انہیں صبر عطا کرے:۔

(سیکرٹری انجمن احمدیہ چمبہ)

الفضل کی محبت مالی مشکلات پر کس طرح غالب آئی

صاحب توفیق احباب کیلئے قابل توجہ مثال!

ایس۔ ایم۔ احمد صاحب انبالہ چھاؤنی سے اپنے یکم ستمبر ۳۶ء کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفضل اخبار خریدنے کی عرصہ سے کوشش کر رہا ہوں۔ مگر مالی کمزوری کی وجہ سے آج تک خرید نہ سکا۔ مگر اب ارادہ کیا ہے۔ کہ سگریٹ اور کرسیونگ کی جائے۔ اور اس روپیہ میں کچھ اور آنے ڈال کر الفضل جاری کیا جائے۔ سو اب انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پانی خود بھر لیا کریں گے۔ اخبار جاری کر دیں"

یہ الفاظ ان دوستوں کو غور سے پڑھنے چاہئیں۔ جو صاحب توفیق ہونے کے باوجود الفضل کی خریداری سے غافل ہیں:۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کے والد بابو نور احمد صاحب چغتہ کو چند دنوں سے دائیں پہلو میں سخت درد کی تکلیف ہے۔ احباب انکی کامل صحتیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار رشید احمد قادیان (۲) بابو ضیاء الحق خان صاحب کا اکلوتا لڑکا عرصہ سات ماہ سے بیمار ہے۔ اب قدرے بعجت ہے۔ احباب اسکی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار فیض الحق خان فیروزپوری حال قادیان (۳) قادر بخش صاحب ہمزہ ضلع امرتسر عرصہ آٹھ ماہ سے بیمار ہیں [illegible] احباب دعائے صحت [illegible]

احباب و عہدہ داران جماعت کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

سلسلہ کی ضروریات توسیع مہمانخانہ، مسجد مبارک و مسجد اقصےٰ اور جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق اخبار الفضل میں ۸؍ جولائی ۳۶ء کو اور پھر علیحدہ طور پر بھی تحریک ۱۲؍ جولائی کو جماعتوں اور احباب کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے۔ اس تحریک کا چندہ ۱۵؍ اکتوبر تک یکمشت یا بذریعہ اقساط کے ذریعہ ادا ہو جانا ضروری ہے۔ توسیع مہمانخانہ کا کام شروع ہو چکا ہے۔ مسجد مبارک کی توسیع کے لئے ملحقہ دوکانیں خریدی جا چکی ہیں۔ مسجد اقصےٰ کی مزید توسیع کا معاملہ خاص اہمیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ ہر جمعہ کو اس کی مزید توسیع کی ضرورت کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ باوجود حال ہی کی توسیع کے مسجد میں تمام نمازیوں کے لئے گنجائش نہیں ہوتی۔ اس گرمی کی شدت میں سینکڑوں آدمی دھوپ میں مسجد کی چھتوں اور بازار اور گلی کوچوں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کا کام بھی شروع ہونے والا ہے۔ الغرض کوئی بھی ایسی ضرورت نہیں ہے۔ جس کو پیچھے ڈالا جا سکے۔ ان سب ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے روپے کا سوال درپیش ہے۔ مہمانخانہ کی تعمیر چھت تک پہونچ چکی ہے۔ گارڈر اور ضروری مصالحہ اور مزدوری کے لئے روپیہ کا سختی سے مطالبہ ہو رہا ہے۔ الغرض ان سب کاموں کے لئے جو تحریک احباب اور جماعتوں میں بھجوائی ہوئی ہے۔ اس کے لئے احباب اور عہدہ داران جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنا اور اپنی جماعتوں سے جلد چندہ فراہم کر کے بھجوائیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ بر وقت روپیہ نہ پہونچنے سے کام میں رکاوٹ پیدا ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے کے لئے تشویش کا موجب ہو:۔

(ناظر بیت المال۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

عورت کا حقِ وراثت اور ہندو صاحبان

ہندو مذہب کے ناقابل عمل احکام یا نامکمل تعلیم کے باعث ہندو صاحبان جن شدید تمدنی اور معاشرتی مشکلات سے دوچار ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر ان کے سنجیدہ طبقوں میں ان تمدنی اور معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کا زبردست جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ سوسائٹی کی اصلاح کے حامی اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے کہ ہندو مذہب ان کی ان بے شمار تمدنی اور معاشرتی الجھنوں کو سلجھانے سے قاصر ہے۔ مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ اس بات میں قانون کی امداد حاصل کریں۔ عرصہ سے ہندو سوسائٹی کے سرکردہ اصحاب۔ سوشل اداروں اور قوانین کی مدد سے بعض اصلاحی تجاویز مثلاً نکاح بیوگان وغیرہ کو ہندو سوسائٹی میں رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ان کی یہ کوشش کسی حد تک بارآور ثابت ہو رہی ہے چنانچہ بیشتر ہندو جو پہلے بیوگان کی شادی کو مذہب کے رو سے بالکل ناجائز سمجھتے تھے۔ اور نوجوان ہندو لڑکیوں کو خواہ وہ بچپن میں ہی بیوہ ہو جائیں۔ مجبور کرتے تھے۔ کہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی اسی حالت میں گزار دیں۔ اب بڑے اہتمام اور سرگرمی کے ساتھ شادی بیوگان کو ہندوؤں میں رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح شادیوں کے موقعہ پر بڑی بڑی مالیت کے جہیز کا لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ کرنے۔ اور اسی قسم کی اور رسوم کے خلاف بعض ہندو حلقوں میں آواز بلند ہو رہی ہے۔ چنانچہ اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" (۲ ستمبر) میں پروفیسر ایم۔ ایل۔ چاولہ نے "ہندو مذہب اور شادی" کے عنوان کے ماتحت اس قسم کی رسوم کی مذمت کرتے ہوئے ہندوؤں کو ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے ہندوؤں میں لڑکی والوں سے نقدی کی صورت میں بڑی سے بڑی رقم کے مطالبہ کی رسم بلاشبہ نہایت اندوہناک نتائج پیدا کر رہی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ چار بنگالی لڑکیوں نے صرف اس لئے خودکشی کا ارتکاب کیا۔ کہ ان کے والدین کافی مالدار نہ ہونے کے باعث ان کے سسرال کو کافی رقم نہ دے سکتے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان لڑکیوں کی جانیں محض اس فضول رسم کی وجہ سے جو ہندوؤں میں رائج ہے۔ ضائع ہوئیں۔ اور ایسے واقعات عام طور پر ہوتے رہتے ہیں:۔

یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ ہندو اپنے مذہب کی پیدا کردہ ان خرابیوں سے مجبور ہو کر رفتہ رفتہ اسلامی تعلیم کی طرف آ رہے ہیں۔ چنانچہ جہیز کی اس تباہ کن رسم کے ازالہ کے لئے ہندو عورتوں کو والدین کی جائداد میں سے مناسب حصہ دلانے کی غرض سے ڈاکٹر دیش مکھ صاحب نے مرکزی مجلس آئین ساز میں ایک مسودہ قانون پیش کر رکھا ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ عورتوں کا حق وراثت تسلیم کیا جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ والدین کی حیثیت سے زیادہ رقم کا مطالبہ نہ کیا جا سکے گا۔ اور صرف مناسب حصہ لڑکی حاصل کر سکے گی:۔

اس موقعہ پر ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آج ہندو راہنما جس چیز کو قانون کے رُو سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کے لئے ایک مذہبی چیز قرار دے رکھا ہے۔ اسلام نے جہاں مردوں کو ورثہ کا حقدار قرار دیا ہے۔ وہاں عورتوں کو بھی اس سے محروم نہیں رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تاکید فرماتا ہے۔ اولاد کے بارہ میں۔ کہ وراثت میں سے مرد کا حصہ بقدر دو عورتوں کے حصہ کے ہے۔ لیکن اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ تو وہ باپ کے ترکہ میں سے دو تہائی کی حقدار ہیں۔ اگر کوئی لڑکا نہ ہو۔ صرف ایک لڑکی ہو۔ تو وہ نصف کی مقدار ہے:۔

پھر عورت کے لئے "مہر" کی رقم مقرر کی گئی ہے۔ جس کی ادائگی خاوند کا فرض ہے۔ اور خاوند کی جائداد میں بھی اس کا حصہ رکھا گیا ہے:۔

غرض اسلام نے عورت کو حق وراثت دلا کر اس پر ایک ایسا عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ ہندو بھی عورتوں کے حق وراثت کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام کی اس تعلیم کو اپنے ہاں رائج کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر دیش مکھ صاحب کے مسودہ قانون کی ہندوؤں کے بڑے راہنماؤں۔ مثلاً گاندھی جی۔ سر سی۔ پی راما سوامی آئر۔ سر انا ملائی چیٹیر۔ سر لال گوپال مکرجی۔ راجہ نریندر ناتھ اور سر پی۔ سی رے نے حمایت کی ہے۔ اور کم و بیش ہندوؤں کا تمام سلیم الرائے طبقہ اس کے حق میں ہے:۔

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے احرار کی علیحدگی

ہم نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ظہور میں آنے کے ساتھ ہی اس کی عجیب و غریب ہیئت ترکیبی کی بنا پر لکھا تھا۔ کہ یہ متضاد اور متناقض عناصر کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے کسی قسم کے مفید کام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ اس کے عناصر کا آپس میں مربوط رہنا ممکن ہے۔ چنانچہ اس اجتماع المتضدین کا وہی انجام ہوا۔ جو عام طور پر کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ کی مصداق پارٹیوں کا ہوا کرتا ہے۔ احراری ٹولی نے جسے ہر وقت جلب زر کی دھن لگی رہتی ہے۔ مسلم لیگ بورڈ کے اندر رہتے ہوئے اس کی جڑوں کو کاٹنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس نے لیگ کو ذاتی منفعت کے لئے محض ایک آلۂ کار سمجھ کر ہر جگہ اپنے امیدواروں کے حق میں پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ احرار کی اس شوریدہ پشتی کو بورڈ کے دوسرے ارکان نے پسند نہ کیا۔ اور اس بات پر مزید اختلافات پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد بورڈ نے اپنے امیدواروں کے لئے پروگرام مرتب کیا۔ جس میں بورڈ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں سے پانچ پانچ سو روپیہ برائے اخراجات لینے کی شرط رکھی۔ لیکن احرار جو لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے اور دوسروں سے روپیہ بٹورنے کے عادی ہیں۔ کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ انہیں اپنی گرہ سے کسی کو کچھ دینا پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس "لین دین" کے روڑے نے لیگ بورڈ اور احرار کے اتحاد کی ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی۔ لیگ بورڈ کو جو ابھی تک اپنی عجیب و غریب ہیئت کے باعث جمہور مسلمانوں کے لئے ایک عجوبہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے:۔

ذکر و فکر

انعام کا اعلان

(حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے قلم سے)

۲۱ اگست کے الفضل میں جو اصطلاحات میں نے امتحاناً لکھی تھیں۔ ان کے مختلف اصحاب کی طرف سے ۳۲ جواب آئے ہیں۔ جن میں زمین رہ کیا ل بھی شامل ہیں۔ اور ایک ہندو صاحب نے بھی جواب لکھا ہے۔ ان جوابات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں نے اپنی طرف سے عمدہ جواب لکھنے کی بہت کوشش کی ہے۔ اور ذہن اور کاغذ پر زور دے دیکر معانی کو مختصر اور جامع بنانے کی لیاقت دکھائی ہے۔ اور یہی مقصود تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کسی نہ کسی رنگ میں بہت سے معانی درست ہیں۔ مجھے کئی دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ صحیح معنے جو آپ کے نزدیک ہیں۔ ان کو بھی شائع کر دیں۔ اس لئے آخر میں میں ان کو بھی لکھدیتا ہوں گر میں اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرا دعویٰ ان معنوں کی بابت جو میں لکھوں گا۔ یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کامل طور پر صحیح ہیں۔ اور ہر طرح کے مفہوم پر محیط ہیں۔ بلکہ صرف اتنا ہے۔ کہ مجھے ابھی تک ان سے بہتر معنے نہیں ملے۔

بعض صحیح معنوں کے بھی میں نے اس لئے کم نمبر دیئے ہیں۔ کہ ان میں وسعت نہیں تھی۔ مثلاً دعا کے معنے بہت سے لوگوں نے بالکل صحیح طور پر یہ لکھے ہیں کہ مانگنا یا اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت مانگنا۔ مگر دعا غیر اللہ سے بھی ہوتی ہے نہیں، اللہ کے ساتھ اس کو مخصوص کرنا معانی کو بالکل محدود کر دیتا ہے۔ اور صرف مانگنا بھی نامکمل معنی ہیں۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے سے روزانہ مانگتے رہتے ہیں۔ مگر یہ فعل دعا نہیں کہلاتا۔ اسی طرح عبادت عبادت کے معنے اللہ تعالےٰ کی بندگی لکھنا بالکل صحیح ہے مگر اللہ تعالےٰ کے غیر کی عبادت بھی لوگ کرتے ہیں۔ اس لئے یہ معنی پورے طور پر اس اصطلاح پر حاوی نہیں ہیں اسی طرح بہت سے الفاظ محض حشو زائد کے طور پر لوگوں نے داخل کر دیئے ہیں۔ اور بعض احباب نے توبہ کے معنے استغفار کے لکھے ہیں۔ یا عبادت کے وہ معنے کر دیئے ہیں۔ جو توحید کے ہونے چاہیئے تھے۔ اسی طرح بعض جگہ ذوقی نکتے بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور شاذ و نادر ایسا جواب بھی ہے۔ جو سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ اگر میں اپنے ریمارکس مثالوں سے واضح کروں تو اچھا پرلطف مضمون بن جائے۔ مگر اس وقت میں اتنا ہی اعلان کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ میاں اقبال احمد صاحب فرزند مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا جواب میرے نزدیک مقابلتاً سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس لئے حسب ذیل ۵ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ (۱) تذکرۃ الشہادتین (۲) مسیح ہندوستان میں (۳) آسمانی فیصلہ (۴) نور القرآن دو حصہ اور (۵) درثمین اردو)

اس کے بعد اب میں خود ان اصطلاحات کے معنے لکھ دیتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ کسی کے نزدیک ان میں بھی غلطی یا نقص ہو سو وہ خود اسے صحیح کر لیں واللہ اعلم۔

۱۔ دعا

کسی غائب ہستی کو حاضر ناظر یا علیم سمجھکر اور اُسے دینے پر قادر یقین کر کے اس سے کچھ مانگنا۔

۲۔ توبہ

اس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک نیکوں کی توبہ دوسری توبہ گناہ کرنے کے بعد کی

الف:۔ خدا تعالےٰ کی طرف اپنی توجہ اور رجوع کو زیادہ کرنا۔ یہ نیکوں کی توبہ ہے۔

ب:۔ غفلت یا گناہ کے بعد اعتراف۔ ندامت۔ بیزاری۔ پھر نہ کرنے کا عہد اور عزم تازلیست۔ پھر اس عہد کے ساتھ باقی اور گناہوں کے چھوڑ دینے کا بھی عہد (مثلاً یہ کوئی توبہ نہ ہوگی۔ کہ توبہ کے وقت صرف چوری کرنے سے توبہ کر لینا اور جوئے سے توبہ نہ کرنا اور اسے جاری رکھنا) اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بطور تلافیٔ مافات یہ چھ کیفیتیں توبہ کو مکمل کرتی ہیں۔

۳۔ نیکی

(۱) وہ اعتقاد اور اعمال جن سے انسانی روح کو ایسی صحت اور قوت حاصل ہو جائے۔ کہ وہ دیدار الٰہی کے قابل ہو جائے۔ یا

(۲) "نیکی یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ) یا (۳) اخلاق کا صحیح استعمال (حدیث)

۴۔ گناہ

وہ اعتقاد و اعمال جس سے انسانی رُوح بیمار ہو کر دیدار الٰہی کے قابل نہیں رہتی۔ یا اس کے لئے اس مقصد میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۵۔ عبادت

کسی ہستی کو مالک یا نفع اور ضرر پر متصرف اور اپنے تئیں اس کا غلام یقین کر کے اس کے حضور انتہائی تذلل اختیار کرنا۔ اور ایک جذبہ شکر کے ساتھ ان احکام کی تعمیل کرنا جو مالک نے غلام کے ذمہ لگائے ہیں۔

۶۔ توحید

اللہ تعالےٰ کو نہ صرف اپنی ذات میں اکیلا۔ صفات میں یکتا۔ لیس کمثلہ شیئ۔ سب سے بے نیاز ہر رشتہ داری سے منزہ۔ لم یزل لا یزال۔ اول آخر ظاہر باطن۔ ہر نقص سے پاک۔ ہر عظمت اور خوبی کا مالک سمجھنا۔ بلکہ اس کے حسن و احسان سے اتنی تفصیلی آگاہی اپنے ذاتی علم اور تجربہ سے حاصل کر لینا۔ کہ ان کے مقابل اور سب حسن و احسان بالکل ہیچ اور ماند پڑ جائیں۔ اور ایسی کیفیت عشق و توکل کی پیدا ہو جائے۔ کہ بغیر کسی تصنع کے بندہ کا اصلی تعلق اور بھروسہ سوائے اس ذات پاک کے اور کسی پر رہ ہی نہ سکے۔

(نوٹ:۔ صرف سنی سنائی صفات الٰہی سے اصل توحید حاصل نہیں ہوتی بلکہ جب تک خود علیٰ وجہ البصیرت واقفیت اور تجربہ نہ ہو۔ تب تک الٰہی حسن کی معرفت سے انسان بے بہرہ رہتا ہے۔ اور جب تک یہ معرفت نہ ہو۔ وہ حالت عشق و توکل پیدا نہیں ہوسکتی۔ جو اس توحید کے لئے ضروری ہے۔ جس کو "خذو التوحید۔ التوحید یا ابناء الفارس" میں بیان کیا گیا ہے)

۷۔ تقوےٰ

اللہ تعالےٰ کی صفات کا اس قدر علم اور ان پر اتنا یقین ہو جانا کہ خدا ترسی کی ایک ایسی کیفیت دل میں پیدا ہو جائے کہ پھر نفس گناہ کے ارتکاب پر جرأت نہ کر سکے۔

(نوٹ:۔ صفات کا علم اس لئے ضروری ہے۔ کہ صرف ایک ہوّا سمجھکر خدا سے ڈرنا اور اسے ایک خوفناک وجود خیال کر کے گناہوں سے بچنا ہمارے اعتقادات کے مخالف ہے۔ بلکہ ہم اس کو سمیع۔ بصیر۔ محسن۔ ربّ۔ مالک۔ رحمان۔ رحیم۔ عزیز۔ ذو انتقام وغیرہ سمجھکر اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتے ہیں)

غضبناک گرفت

ہمارے قریب دو میل کے فاصلہ پر ایک سکول کے زراعت ماسٹر نے ہمارے ہاں آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سخت بدزبانی کی۔ اور نہایت گندہ الزام لگایا باوجود اسکے کہ اسے اس کی دلآزار گفتگو کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور اپنی بکواس پر مُصر رہا۔ اس پر اسے کہدیا گیا۔ کہ وہ اس کا خمیازہ ضرور بھگتیگا۔ اور اس کی سزا سے بچ نہیں سکیگا۔ اس پر ابھی دو ہی ماہ گزرے تھے۔ کہ اس مدرس پر غلام بازی کا الزام لگا۔ جس کی تحقیق و تفتیش ہو رہی ہے مدرس مذکور کو اس موقعہ پر جب اس کی بدزبانی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو اس نے صاف اظہار کیا۔ کہ بے شک مجھ سے غلطی ہوئی۔ اور میں اس پر نادم ہُوں۔

(خاکسار ہدایت اللہ چک ۵۶۵)

نماز سے متعلق ضروری مسائل

از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

ہماری جماعت میں بہت سے لوگ اہلحدیث اور ایسے حنفیوں میں سے داخل ہوئے ہیں۔ جو نماز روزہ وغیرہ کے مسائل پہلے سے اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے احمدیت میں داخل ہونے کے بعد انہیں ظاہری مسائل سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ ان کے لئے تو اسلام کا مغز حاصل کرنا۔ اور اس کے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا نصب العین تھا۔ اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور آپ کے ملفوظات میں کافی سے زیادہ ذخیرہ موجود تھا جس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ وہ کامل بن گئے۔ اور ان کے ظاہر و باطن دونوں درست ہو گئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

لیکن ان لوگوں کے علاوہ ہزاروں اشخاص حنفیوں میں سے ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہوئے۔ جو پہلے کبھی نماز پڑھتے ہی نہ تھے۔ اس لئے انہیں نماز آتی بھی نہ تھی۔ لیکن احمدی ہو کر ان کی آنکھیں کھلیں۔ کہ خدا کا یہ فریضہ واجب الادا بلکہ سب عملی فرائض سے بڑھ کر واجب الادا ہے۔ تب انہوں نے جلدی جلدی نماز اور اس کے موٹے موٹے چند مسائل سیکھے۔ اور اس فریضہ کی ادائگی میں لگ گئے۔ اسی طرح ہزاروں ایسے لوگ بھی احمدیت میں داخل ہوئے۔ جو پہلے سے نماز تو سیکھے ہوئے تھے۔ مگر اہل علم نہ تھے۔ بلکہ عوام حنفیوں میں سے تھے۔ اس لئے غلط طریقہ سے نماز پڑھتے تھے۔ انہیں نہ صحیح طور پر قومہ کا پتہ تھا۔ نہ رکوع کے آداب انہیں معلوم تھے۔ نہ سجدہ کی صحیح ہیئت ان کے علم میں تھی۔ اور نہ تشہد کے مسائل پر حاوی تھے۔

پس یہ پچھلے دونوں گروہ جب احمدیت میں داخل ہوئے۔ تو بجائے ظاہر کی درستی کے احمدیت کے مغز کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ وہ رذائل سے بچنے۔ بُری عادات کے چھوڑنے۔ گندے جذبات کو ترک کرنے فضائل کو حاصل کرنے محامد کو پیدا کرنے اور خوبیوں کو جمع کرنے میں پوری طرح مصروف ہو گئے۔ پھر احمدی ہوتے ہی رشتہ داروں۔ دوستوں۔ افسروں ماتحتوں۔ ہمسایوں اور واقف کاروں کی مخالفت کا طوفان برپا ہوا۔ جس نے ایک حد تک ان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول رکھا۔ اس کے بعد احمدیت کی تبلیغ ان کا شغل بنا۔ دعاؤں پر زور تھا۔ اپنے رشتہ داروں کے احمدیت میں داخل کرنے کی فکر میں تھے۔ چندے دینے۔ بیعت کرنے۔ قادیان آنے جانے۔ جلسوں میں شریک ہونے۔ پھر سب سے بڑھ کر اپنے نفس کی اصلاح کرنے۔ اور اپنے بیوی بچوں کو مخلص احمدی بنانے میں ایسے منہمک ہوئے کہ انہیں نماز کے ظاہری ارکان کی ٹھیک ٹھیک ادائگی۔ اور اس کے ظاہری ڈھانچہ کی درستی کا موقعہ نہ ملا۔ وہ نمازوں میں رونے بھی لگ گئے۔ دعاؤں میں پوری طرح محو بھی ہو گئے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر بے قراری اور شوق سے اپنے مولا کو پکارنے بھی لگ گئے۔

مگر ظاہری ارکان کو نماز کے پھل کا چھلکا۔ اور اس کے گوشت کی ہڈی سمجھ کر پوری اہمیت نہ دے سکے۔ مگر یہ ان کی غلطی تھی۔ کیونکہ ہڈی نہ ہو۔ تو گوشت کس پر چڑھے گا۔ اور چھلکا نہ ہو۔ تو پھل کس طرح قائم رہے گا؟ پس اگر بادام کا مغز بغیر اس کے پوست کے نہیں رہ سکتا اور آم کا رس بغیر اس کے چھلکے کے نہیں رہ سکتا۔ تو نماز کا مغز اس کے ظاہری ارکان کے بغیر کس طرح ہاتھ آ سکتا ہے۔ اور نماز کا میٹھا رس کس طرح اس کے ظاہری آداب کے ملحوظ رکھے بغیر ہمارا منہ میٹھا کر سکتا ہے اس لئے میں بڑے ادب سے ایسے مخلص اور روحانی دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جس طرح انہوں نے نماز کا مغز پرکھنے میں سے اسّی نمبر لے لئے ہیں۔ وہ اس کے ظاہری ڈھانچہ کو ٹھیک طرح قائم کر کے کیوں نہ سو فیصدی نمبر حاصل کریں۔ کیونکہ ظاہری آداب کے ملحوظ نہ رکھنے سے نماز میں کمی آ جاتی ہے۔ اور اُن کے ملحوظ رکھنے سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ سَوُّوا صفوفکم فَاِنَّ تسویۃ الصفوف من تمام الصلوٰۃ۔ یعنی لوگو نماز میں صفیں سیدھی بنایا کرو۔ کیونکہ صفوں کے سیدھا بنانے سے نماز کامل ہوتی ہے۔ اور اس کے بغیر ناقص رہتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ جب انسان محض جسم یا محض رُوح نہیں۔ بلکہ رُوح و جسم کا مجموعہ ہے۔ تو اس کے ہر عمل کا بھی ایک جسم اور ایک رُوح ہے اور جب تک دونوں درست نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ کے ہاں یہ مقبول نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ جہاں ہم اپنے اعمال کی رُوح قائم رکھنے کی کوشش کریں وہاں اپنے اعمال کے ظاہری ڈھانچہ کو بھی درست رکھنے میں کوشاں رہیں۔ اور چونکہ اعمال کے ظاہری حصہ کی کوتاہی محض مسائل نہ جاننے کی وجہ سے ہے اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ نماز کے مسائل کے عنوان سے ایک دو نمبروں میں ایسے مسائل درج کر دوں۔ جن سے بہت سے احباب ناواقف ہیں۔ ان مسائل کے بیان کرنے میں کوئی ترتیب نہ ہوگی۔ بلکہ جیسے جیسے ذہن میں آتے جائیں گے۔ لکھتا جاؤں گا۔ اور یہ مضمون نماز کے تمام چھوٹے موٹے مسائل پر حاوی نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں وہی مسائل بیان کئے جائیں گے۔ جن میں ہمارے بہت سے احباب ناواقفیت کی وجہ سے غلطی کر بیٹھتے ہیں۔

اب ذیل میں وُہ مسائل درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱)

جب امام نماز شروع کر دے۔ اور تکبیر تحریمہ یعنی پہلا اکبر کہے۔ تو جو لوگ مسجد میں نوافل یا سنتیں پڑھ رہے ہوں انہیں فوراً بلا توقف اپنی نماز چھوڑ کر امام کے ساتھ فرضوں میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ بعض لوگ یہ خیال کر کے کہ ہماری آدھی رکعت رہ گئی ہے۔ یا صرف التحیات باقی ہے۔ اس لئے ہم جلدی جلدی اُسے ختم کر کے امام کے ساتھ رکوع میں یا رکوع جاتے تک مل سکیں گے۔ اپنی نماز توڑتے نہیں۔ بلکہ باوجود امام کے نماز شروع کر دینے کے سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ اور امام کے رکوع جانے تک سنتوں سے فارغ ہو کر امام سے فرضوں میں آ ملتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی سنتیں بھی مکمل کر لیں۔ اور ہمیں امام کے ساتھ پہلی رکعت بھی مل گئی۔ مگر یہ ناجائز ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ نماز با جماعت کے شروع ہوتے ہی سوائے فرض نماز کے۔ اور کوئی نماز جائز ہی نہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ جب امام پہلا اللہ اکبر کہے تو فوراً بلا پس و پیش اپنی سنتیں یا نوافل چھوڑ دیں۔ اور فرضوں میں آ ملیں اور فرضوں سے فارغ ہو کر نئے سرے سے پوری سنتیں پڑھیں۔ ہاں جو شخص سو جانے یا اور کسی وجہ سے مثلاً ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکا۔ پھر وُہ عصر کے وقت مسجد میں گیا اور اپنے طور پر اس نے ظہر کے فرض پڑھنے شروع کئے۔ کہ امام نے عصر کی نماز شروع کرا دی۔ تو ایسا شخص نماز نہیں توڑے گا۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ پوری طرح ظہر کے فرض پڑھ کر پھر عصر میں شریک ہو۔ نماز توڑنے کا حکم نوافل اور سنتوں کے متعلق ہے۔ فرضوں کے متعلق نہیں۔

(۲)

جب امام تکبیر تحریمہ کہے۔ تو تمام لوگ جو مسجد میں ہوں انہیں بلا توقف نماز شروع کر دینی چاہیئے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ کر کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے سے بھی نماز مل جاتی ہے۔ فوراً جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔ بلکہ آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تب شریک ہوتے ہیں۔ مگر یہ ناجائز ہے حدیث میں لکھا ہے۔ انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا۔ یعنی جب امام اللہ اکبر کہے۔ تو بلا توقف مقتدیوں کو چاہیئے۔ کہ اللہ اکبر کہیں۔

(۳)

جس طرح یہ صحیح ہے۔ کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے ضروری ہے۔ اور نماز کی کوئی رکعت سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جو شخص مسجد میں اس وقت پہونچے۔ جبکہ امام رکوع میں ہو۔ تو وہ رکوع کی حالت میں شریک ہو کر بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کے اس رکعت کو پا سکتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ امام سورۂ فاتحہ پڑھ رہا ہے۔ اور ایک شخص آرام سے مسجد میں بیٹھا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ پھر رکوع میں شریک ہو کر بھی رکعت مل سکتی ہے۔ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کا موقع گنوا دے۔ اور پھر رکوع میں مل کر وہ رکعت پالے۔ یہ اس کی غلطی ہے ایسے شخص کو امام کے ساتھ وہ رکعت نہیں مل سکتی۔ پس جسے امام کے پیچھے قیام کا موقعہ ملتا ہے۔ اور پھر وہ نماز میں شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ رکوع میں آملتا ہے۔ اُسے وہ رکعت نہیں ملے گی۔ کیونکہ اس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اور بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کے رکعت نہیں ہوسکتی۔ ہاں جو اپنی طرف سے کوشش کر کے مسجد کو روانہ ہوا۔ مگر باوجود اس کی سعی کے اُسے رکوع ملا۔ تو بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کے بھی اس کی رکعت ہو گئی۔ ورنہ نہیں:

ایک پتہ مطلوب ہے

جناب محمد شریف صاحب سب انسپکٹر پولیس کراچی میں ملازم تھے۔ ۲۹ء سے اب تک ان کی طرف سے حصہ آمد نہیں آیا۔ نہ ہی ان کا کوئی پتہ ہے۔ کہ وہ کہاں ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں۔ خصوصًا سندھ کی جماعتیں ان کے پتہ سے مطلع کریں۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

مسلم لیگ بورڈ سے احرار کی علیحدگی

اخبار "احسان" جس نے احراری ٹولی کے مسٹر جناح کے قائم کردہ مسلم لیگ بورڈ میں شامل ہونے پر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اب احرار کی قلب ماہیت پر ماتم کرتا ہوا لکھتا ہے:-

مسٹر جناح نے اس عجیب وغریب صوبہ پنجاب میں بھی اس ہندوستان گیر تحریک کو چلانے کی کوشش کی۔ جو مسلم لیگ نے مسلمانان ہند اور ان کے وطن کی مستقل بھلائی کے لئے ان کی ذات ستودہ صفات کو سونپ دی تھی۔ ابتداء میں پنجاب کے مسلمانوں نے ان کی تحریک کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور صرف وہی لوگ اس سے الگ رہے۔ جو اتحاد پارٹی کے نام سے ایک اکھاڑہ پہلے ہی سے قائم کر چکے تھے۔ اور جن کی اجارہ داریوں کو اس تحریک سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ لیکن چند ہی روز کے بعد مولانا ظفر علی خاں اور ان کے اتحادِ ملتی رفقائے کار نے اپنی خود رائیوں کی بناء پر اس تحریک سے الگ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور اس علیحدگی کو اس عذر گناہ میں چھپانے کی کوشش کی۔ کہ جہاں مسلم لیگ کا منتہائے نظر ہندوستان کے لئے مکمل ذمہ وار حکومت کا حصول و قیام ہے۔ وہاں اتحاد ملت اپنے ان کے رجعت خواہ عنصر کے باوجود "کامل آزادی" کا دم بھرنے والی جماعت ہے اس لئے وہ مسلم لیگ کے مجوزہ بورڈ کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کر سکتی۔

اب چار ماہ کے بعد مجلس احرار بھی اس بورڈ سے الگ ہو کر ان رجعت پسندوں کی پیشگوئیوں پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ جنہوں نے پہلے ہی دن کہہ دیا تھا۔ کہ احرار کی ٹولی سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ کسی دوسری جماعت کے ساتھ زیادہ دیر تک چل سکے گی۔

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے احرار کی علیحدگی کی وجہ کسی اصولی اختلاف کی بناء پر معرض وجود میں نہیں آئی۔ بلکہ اس مجلس کے سیکرٹری مولوی مظہر علی اظہر نے اپنے بیان میں اس حقیقت نفس الامری کا اعتراف کیا ہے۔ کہ اس علیحدگی کی وجہ بورڈ کے امور میں دست تفوق حاصل کرنے کی وہ رقابت ہے۔ جو پہلے ہی دن سے بورڈ کے دو حصوں یعنی خالص لیگی عنصر اور احرار عنصر کے مابین شروع ہو گئی تھی مولوی مظہر علی اظہر نے بورڈ کے لیگی حصہ کے ارکان پر الزامات لگائے ہیں۔ کہ انہوں نے احرار کے خلاف پراپیگنڈا کیا۔ اور بعض دوسرے طریقوں سے احرار کو بورڈ سے الگ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے جواب میں لیگ والے یہ کہینگے۔ کہ احرار روز ازل ہی سے بورڈ کے وفادار نہیں بنے تھے۔ بلکہ وہ محض اپنی ٹولی کے مفاد کو جس کی بنیاد کسی اصول یا مسلک پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ چند افراد کے ایک مجموعہ کو جس کی حیثیت ہمیشہ مستقل اور غیر مبدل رہتی ہے۔ سیاسی جماعت کا نام دیدیا گیا ہے۔ تحت نظر رکھکر بورڈ کے امور کو اس "ٹولی" کے قبضہ میں لانے کیلئے کوشاں تھے۔

ہمیں ان الزامات اور جوابی الزامات کی صحت و عدم صحت کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو کچھ ہوا۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ کہ پنجاب کے سیاست باز حضرات میں ایک دوسرے کے ساتھ ملکر چلنے اور ایک دوسرے کے خیالات و افکار کو قدر و احترام کی نظر سے دیکھنے کی صلاحیت ہی موجود نہیں

مولوی مظہر علی اظہر نے اپنے بیان میں علیحدگی کی وجوہ بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بورڈ والوں نے رکنیت کی فیس بارہ روپیہ امیدواروں کے داخلہ کی فیس پچاس روپیہ اور نامزدگی کے بعد کی فیس مبلغ پانسو روپیہ محض اس لئے مقرر کی۔ کہ احرار کے "غریب" امیدوار اس مالی بوجھ کے متحمل نہ ہونے کے باعث بورڈ کی سرپرستی سے محروم ہو جائیں۔ اگر نیک نیتی سے انتخابی کام کرنا مقصود ہو۔ تو ہمارے خیال میں متذکرہ صدر فیسیں ناجائز اور غیر معقول نہیں کہلائی جا سکتی۔ بلکہ ان فیسوں کی بناء پر جو سرمایہ جمع ہوتا وہ بورڈ ہی کے نامزد کردہ امیدواروں کے مقاصد کی پیش رفت کے لئے استعمال کیا جاتا۔ ظاہر ہے۔ کہ احرار کے امیدوار محض پھونکوں کے بل پر کامیاب نہیں ہو جائیں گے۔ اور جو علیحدہ بورڈ انہوں نے انتخابی مقاصد کے لئے قائم کیا ہے۔ وہ سرمایہ کے بغیر کام نہیں کرے گا۔ اس بورڈ کو بھی احرار کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں سے کچھ نہ کچھ فیس لینی پڑے گی۔ البتہ اتنا ضرور فرق پڑ جائیگا۔ کہ اس سرمایہ کو احرار کی غیر مبدل اور مستقل ٹولی اپنے حسب منشا صرف کر سکے گی۔ اور بورڈ میں ایسے سرمایہ کے صرف کے معاملہ میں دوسروں کا اشتراک بھی برداشت کرنا پڑتا۔

مولوی مظہر علی اظہر نے یہ بھی لکھا ہے کہ:-

بعض اشخاص جو غالبًا انجام کار الیکشن کے لئے کھڑے نہ ہوں گے۔ یہ چالیں محض اس لئے چل رہے تھے۔ کہ ترقی پسند جماعت کو شکست دی جائے۔

گویا بہ الفاظ دیگر وہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ارباب حل و عقد کو رجعت پسند ہونے کا طعنہ دے کر اپنے آپ کو ترقی پسند ظاہر کر رہے ہیں۔ لیکن کسی منشور عمل کی عدم موجودگی میں ہم احرار کے متعلق "ترقی پسند" ہونے کا حسن ظن نہیں رکھ سکتے۔ اور یہی وہ جنس ہے۔ جس کے پیدا کرنے کے معاملہ میں پنجاب کی زمین بہت بنجر نظر آتی ہے۔ مسلم لیگ بورڈ کے قیام سے یہ توقع پیدا ہو گئی تھی۔ کہ شاید اس زمین میں بھی ترقی خواہی کے بیج برگ و بار لانے کے قابل بن جائیں لیکن پنجاب کی عجیب وغریب سر زمین ہماری اس توقع کو جھٹلانے کے درپے ہے۔ جس صوبہ کے "احرار" کہلانے والے لوگ مسٹر جناح کی معتدل ترقی خواہی کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اس کے متعلق زیادہ کی توقع رکھنا فضول ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ کل کلاں احرار بھی اتحاد ملت والوں کی طرح یہ اعلان کر دیں۔ کہ ہم تو "آزادی کامل" کے طرفدار ہیں:

بیرونی ممالک میں تحریک جدید کے مشن

بوڈاپسٹ (ہنگری) میں بین الاقوامی کانفرنسوں کا انعقاد

جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی سرگرمیاں

از سکرٹری مشن ہائے بیرونِ ہند تحریک جدید قادیان

جن اقوام کو یورپین تہذیب سے پالا پڑا ہے۔ وہ ناانصافی اور جنگ سے کانپ اٹھتی ہیں۔ اور "قدر زر زرگر داند قدر جوہر جوہری" کے مطابق امن وانصاف کی قدر ان کو ہی معلوم ہوتی ہے۔ جو مظالم کا شکار ہو چکے ہوں۔ ہنگری میں بھی Treaty of Trianon کے بعد انصاف کی دوہائی دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ہنگری کی قومی دعا میں ہر روز یہ پکار ہوتی ہے۔ کہ Hiszek egy Isteni örök igazsagban. یعنے میں خدا کے ابدی انصاف پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور وہ اسی انصاف پر یقین رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ Hiszek Magyarorszag feltamadasaban. یعنے میں ہنگری کے دوبارہ احیاء پر ایمان رکھتا ہوں۔ چنانچہ کئی سالوں سے ہنگری کے لوگ دور دراز سے معزز حضرات اور قومی نمائندوں کو دعوت دے کر امن عالم اور بین الاقوامی دوستی کے حق میں مجالس اور کانفرنس منعقد کرتے ہیں۔ اس سال بھی Hungarian Society for Foreign Affairs and League of Nation نے International Club Budapest کی ایگزیکٹو کمیٹی کے زیر اہتمام کئی لیکچروں اور بین الاقوامی نمائندوں کی کانفرنسوں کا انتظام ہوا جن میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ چودہری حاجی احمد خان صاحب ایاز بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی نے خاص طور پر حصہ لیا۔

۶ر اپریل کو آپ کا ایک لیکچر بھی کلب مذکور میں Islam in the Light of Ahmadia movement. ہوا۔ جس میں آپ نے اس پہلو پر روشنی ڈالی۔ کہ حقیقی امن عالم اسلام کے ہی اصول سے وابستہ ہے۔ حکومتوں کے لڑائی جھگڑوں کے انفصال یا Islamic View of the League of nations کے متعلق اخباروں نے بھی آپ کی تقریر کے نوٹس درج کئے۔ جن کا لب لباب یہ تھا۔ کہ جب اقوام میں لڑائی شروع ہوتی ہے۔ تو باقی حکومتیں تماشا دیکھنے لگ جاتی ہیں۔ یا فریقین کو امداد دے کر جنگ کی آگ کو بھڑکانا شروع کر دیتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جھگڑوں کا اختتام تباہی پر ہونے کے علاوہ آئندہ حسد وعناد کا بھی امکان پیدا کر دیتا ہے۔ اگر مجلس اقوام فریقین کو مجبور کرے۔ کہ اس کا فیصلہ مانا جائے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے کو متفقہ طور پر امن عامہ کی فضا مکدر کرنے سے باز رکھا جائے۔ اور پھر شکست خوردہ کی حالت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ بلکہ اصل غرض امن وانصاف قائم کرنا ہو تو دم بھر میں دنیا کا نقشہ بدل کر صلح اور امن کا نظارہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ تعلیم اسلام ہی نے پیش کی ہے۔ لہذا دنیا کا امن اسلام ہی کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے۔

۸ر جولائی کو ایاز صاحب نے Inter Parliamentary Union Conference. میں شرکت کی۔ اس میں مختلف ممالک کے دوسو کے قریب نمائندے تھے۔ اور ۸ر جولائی کے پروگرام میں دریائے ڈینیوب کی بذریعہ جہاز سیر اور نمائندوں کا آپس میں تبادلۂ خیال وگفتگو کا خاص دن تھا۔ جماعت احمدیہ کا نمائندہ اس میں بطور مہمان مدعو تھا۔ جو اپنے ہندوستانی لباس اور مذہبی دلائل کی وجہ سے ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ اور اس نے متعدد نمائندوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے۔

بوڈاپسٹ کے اخبار Polyglot Herald ماہ مئی میں ایاز صاحب کا ایک خط بعنوان Olympic Games and world Peace. شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسانی زندگی کے پراگندہ عناصر کا مجتمع کرنا دنیاوی طاقتوں کے بس سے باہر ہے۔ امنِ عالم صرف روحانیت کے احیاء سے ہی قائم ہو گا۔

اب ہنگری کے مدبرین نے International Club Budapest کے زیر اہتمام ایک خاص بین الاقوامی International Goodwill Congress. منعقد کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ یہ کانگرس ۲۸ اگست سے ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء تک رہے گی۔ اور تمام ضروری مسائل پر غور وخوض کر کے بین الاقوامی اتحاد اور انفرادی دوستی اور امن عالم کے سازگار فضا پیدا کی جائے گی۔ ہنگری کی کمیٹی امور خارجہ اور مجلس اقوام کے آرگن Polyglot Herald نے یکم اگست کے پرچہ میں نمائندہ جماعت احمدیہ مقیم بوڈاپسٹ کا ایک قابل قدر بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں کانگرس کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے مذہبی اور اخلاقی پہلو سے باہمی اتحاد اور یک جہتی کا راستہ بتایا گیا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

" یہ توقع کہ کانگرس انسانوں کی موجودہ حالات میں حرص وآز اور بغض وعناد کے بھڑکے ہوئے جذبات کو دبا سکے گی بعید از قیاس ہے۔ گذشتہ تجربہ سے ظاہر ہے کہ ایسی کانگرسوں کا پروگرام خورونوش۔ ناچ راگ یا زیادہ سے زیادہ سیر وتفریح ہی ہوتا رہا ہے۔ اس لئے میں اس کانفرنس کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے کارکنان کانگرس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ روحانی اور اخلاقی پروگرام کو بھی مدنظر رکھیں۔ جماعت احمدیہ کا جس نے مجھے ہنگری میں بطور نمائندہ اسلام بھیجا ہے یہی مقصد ہے کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کا دنیا کے قیام امن کے لئے جدوجہد کرنا کوئی نئی بات نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو تمام مذاہب کا ایک خدا سے تعلق ہونا اور تمام مخلوق کا ایک خالق کی پیدائش ہونا ہم آہنگ ہو کر زبانِ حال سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور بنی نوع انسان کی متحدہ برادری پر روشن دلیل ہے۔ اگر ہم کسی درخت کی شاخوں پتوں اور پھولوں پر نظر ڈالیں۔ تو چاہے وہ کتنے ہی دور تک پھیلے ہوئے ہوں ان کا تعلق مشترکہ طور پر ایک ہی تنے سے نظر آئے گا۔ جو تنا کہ ان کو خوراک بہم پہونچاتا ہے۔ اسی طریق پر مذہبی کتب بھی اس نقطہ پر زور دیتی ہیں۔ کہ تمام انسان ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ اور ان کی کنبوں۔ قوموں اور نسلوں کی تقسیم بھی بعینہٖ درخت کے ایک مشترکہ تنا اور متعدد شاخوں کی طرز پر ہے۔ اور اس وسیع برادری میں ایک دوسرے پر فوقیت یا برتری قوم، دولت عہدہ یا عورت مرد ہونے پر منحصر نہیں۔ بلکہ اخلاق اور تقوےٰ پر بزرگی کا دار ومدار ہے۔ اور جب تک دل کی عقیدت سے لوگ اس راہ پر گامزن نہ ہوں گے۔ اس وقت

چوہدری غلام رسول صاحب مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی

خاکسار کے والد ماجد چوہدری غلام رسول صاحب احمدی۔ موصی ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ نے ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں اپنی تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن کر دی اور بہت جلدی چند سالوں میں اپنی وصیت کی تمام رقم زندگی میں ہی ادا کر دی۔

تاریخ بیعت کے بعد اپنی تمام قوم میں ہر طرح سے پُرجوش تبلیغ فرما کر موجودہ جماعت احمدیہ موضع گھٹیالیاں میں قائم کی مرحوم نہایت ہی پُرجوش احمدی تھے۔ سلسلہ کے احکام کی تعمیل اور ہر ایک تحریک سلسلۂ عالیہ میں نہایت ہی جلد اور کافی مقدار میں حصہ لیتے۔ رسالہ ریویو کی خریداری حسب الارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء میں شروع کر کے وفات تک جاری رکھی۔ اور اخبار الحکم بھی ساتھ ہی جاری تھا۔ مرحوم قرآن کریم کا ترجمہ بہت عمدہ طور پر جانتے تھے۔ نماز تہجد اور نماز فریضہ پنجگانہ بالالتزام باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ دنیاوی امور میں ہرگز کسی شخص سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ البتہ جو شخص چندہ موعودہ کی ادائیگی میں سستی کرے اس پر ناراضگی فرمایا کرتے تھے۔ ذوی القربیٰ کی مدد خصوصاً اور عام محتاجوں کی مدد کر کے ہر وقت خوش ہوا کرتے تھے۔ چندہ موعودہ آپ سب جماعت سے زیادہ ادا کیا کرتے تھے۔ اور نادار اور غریب احمدیوں کو قرضہ حسنہ کے طور پر جس قدر رقم برائے ادائیگی چندہ مطلوب ہو۔ نہایت خوشی سے دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری چار سال میں آپ آٹھ دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے قادیان میں حاضر ہوئے۔

غرضیکہ ہر ایک تحریک سلسلہ میں و دیگر نیک کاموں میں ہمیشہ پرجوش حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے موضع گھٹیالیاں میں ایک وسیع جامع مسجد تیار فرمائی ہے جس میں اب جماعت احمدیہ نماز پڑھتی اور جلسہ کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرحوم نے خود بھی فریضۂ حج ادا کیا اور اپنی اہلیہ کو بھی حج کرایا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی بناء کے موقعہ پر جب حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم معہ دیگر حضرات اکابرین سلسلہ عالیہ چندہ کی وصولی کے لئے یہاں تشریف لائے۔ تو جس قدر رقم چندہ چوہدری صاحب موصوف نے طلب فرمائی۔ فوراً بلا عذر ادا کر دی۔ اور باقی جماعت کے چندہ کی رقم بھی ادا کر دی۔ مساکین اور ابن السبیل کی خدمت اور مہمان نوازی اور ذوی القربیٰ کی مدد کا ہر وقت آپ کو بہت شوق تھا۔ تمام نمازیں پابندی سے ادا کرتے تھے۔ کبھی ان کی نماز فوت نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ وفات کے دن بھی صبح کی ادا کی۔ اور نماز ظہر ادا کرنے سے پیشتر ۸ راگست ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ بوقت دو بجے منعم حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اپنی وفات سے پیشتر اپنے بچوں اور اہلیہ میں ساری جائداد بموجب شریعت نبویؐ خود تقسیم کر دی۔

خاکسار:۔ محمد منیر احمدی پسر چوہدری غلام رسول صاحب احمدی مرحوم گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

پنجاب کی رعایا کی مشکلات اور ان کا حل

مؤقر روزنامہ الفضل نے ایک آرٹیکل زیر عنوان "پنجاب کے کاشتکاروں کی مشکلات اور ان کا حل" سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں معزز ایڈیٹر صاحب نے زمینداروں کے قرضے اور دیہاتی سلسلہ پنچایت کے متعلق تو خوب بحث کی ہے۔ مگر اصلاحی تجاویز پیش نہیں کیں اس بارے میں میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ سلطنتوں کی استقامت اور مضبوطی رعایا کی خوشحالی اور مرفہ حالی پر منحصر ہے۔ چنانچہ ایک فلاسفر کا قول ہے۔ ؎

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

مگر بدقسمتی سے ہمارے ملک ہندوستان کی وہ حالت نہیں۔ جو دنیا کے دوسرے ملکوں کی ہے یہ مدارج ترقی کے سب شعبوں میں بہت نیچے ہے۔ اور اس کی ترقی میں دو بڑی بھاری رکاوٹیں حائل ہیں۔ نیک دل یورپین عمالِ حکومت تو ہر طرح ملک کی آسودگی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب سے ایک خاص ملکی عنصر حکومت میں بڑھ رہا ہے رعایا دن بدن زبوں حال ہو رہی ہے۔ میں نے اپنی ساٹھ سالہ عمر میں اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر رعایا کے ادبار و نکبت کے متعلق خوب غور سے پڑتال کی ہے۔ اور مجھے افلاس کے متعلق سب سے اہم دو امور معلوم ہوئے ہیں۔ جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) سرمایہ دار جو سود خوار قوم ہے۔ اس کا لوگوں پر ایسا رعب ہے۔ جیسا بکری پر شیر کا۔ جو کچھ آمدنی کاشتکار و زمیندار ششماہی و سالانہ پیداوار فصل پر اپنے گلے تھے پسینہ سے حاصل کرتا ہے وہ باہر ہی باہر خوردہ سے ساہوکار ہتھیا لیتا ہے اور سود میں ہی ہضم کر لیتا ہے۔ کاشتکار بے چارہ منہ تکتا رہ جاتا ہے۔

دوسرے ادنیٰ عمالِ حکومت ہیں۔ یہ گروہ بھی بدقسمتی سے رعایا کا خون چوس رہا ہے۔ اور لوگوں کو ابھرنے نہیں دیتا۔ زمینداروں کا بہت سا روپیہ۔ مقدمہ بازی میں عدالتوں کچہریوں کے عمال کی جیبوں میں رشوت کے ذریعہ چلا جاتا ہے۔ سود خور قوم کے متعلق تو گورنمنٹ عالیہ کو محکمہ انکم ٹیکس کی رپورٹوں سے علم ہوتا رہتا ہے اور ان کا ایک باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے کہ رعایا کس قدر قرضہ واجب الادا ہے اور اس کا سالانہ سود کس قدر ادا کرنا پڑتا ہے۔ مگر رشوت کے متعلق گورنمنٹ کو معلوم نہیں کہ کس قدر روپیہ سالانہ عدالتوں میں عمال کی نذر ہوتا رہتا ہے۔ جس قدر محکمہ جات ہیں ان سب میں کم و بیش رشوت کا بازار گرم ہے اور کوئی محکمہ ایسا نہیں۔ جو رشوت جیسی لعنت سے بچا ہوا ہو۔ میں نے رشوت کے انسداد کے متعلق ایک سکیم مرتب کر کے عرصہ ایک سال کا ہوا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے پانچ بڑے بڑے اداروں میں بھجوائی تھی۔ اور اس میں میں نے مفصل ذکر کر دیا تھا۔ کہ کس طرح رشوت کا لین دین ہوتا ہے۔ اور اس کا میدان عمل کہاں تک وسیع ہے۔ نیز اس لعنت کی روک تھام کے متعلق تین اہم تجاویز گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ جن کا مختصراً ذیل میں ذکر کرتا ہوں۔

(الف) ہر ایک امیدوار سے بوقت بھرتی خواہ ادنیٰ ملازمت ہو یا اعلیٰ اس کے اپنے مذہب کے بموجب حلف وفاداری لیا جائے۔ جیسا کہ ڈسٹرکٹ و میونسپل ممبروں و وزراء۔ جج صاحبان اور پارلیمنٹ کے ممبروں سے لیا جاتا ہے۔ ہندوستان چونکہ تمام مذاہب دنیا کا مرکز ہے۔ اس میں ہر ایک مذہب والا اپنے خدا۔ پیشوا۔ گرو۔ ہادی اور راہنما وغیرہ کا احترام و ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ جب امیدوار مذکور سے اس کے مذہب کے نام پر حلف وفاداری لیا جاسکے گا۔ تو وہ ضرور کسی ناجائز فعل کے کرنے سے پہلوتہی کرے گا۔ اور حتی الوسع ارتکاب جرم سے مجتنب رہیگا۔

(ب) پھر جو شخص رشوت کے جرم میں بعد تحقیقات مجرم قرار پا جائے۔ اس کو سخت سزا دی جائے۔ اور ملازمت سے برخاست کر دیا جائے۔ جب تک ایسی عبرت ناک سزا نہیں دی جائے گی۔ لوگ رشوت لینے سے پرہیز نہیں کریں گے موجودہ قانون ایسے جرائم سنگین کا بالکل مداوا نہیں ہے۔

(ج) یہ کہ تمام دیہات میں سلسلہ پنچایت قائم کیا جائے۔ اور تمام اقسام مقدمات جو قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں۔ اس پنچایت میں فیصل ہوں۔ اور اسکے فیصلے سرکاری حکام کے ذریعہ نافذ کرائے جائیں۔ یعنی سرکاری حکام پنچایت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں نہ کہ اس کے راستہ میں روک ثابت ہوں۔ اگر یہ صورت اختیار کی جاتے۔ تو مفلوک الحال زمیندار بہت سے ناقابل برداشت اخراجات کے بوجھ سے بچ سکتے ہیں۔ (خادم: عبدالعزیز نوشہروی)

جماعت احمدیہ کے مذہبی جلسہ کو روکنے کے خلاف

کشمیر کے ہندو مسلم پریس کی آواز

سری نگر کے ہندو روزانہ اخبار مارتنڈ نے اپنے ۲۶ اگست کے پرچہ میں حکومت کشمیر کی اس بے جا کارروائی کے خلاف جو اس نے جماعت احمدیہ کے مذہبی جلسہ کو روکنے کے متعلق کی حسب ذیل لیڈنگ آرٹیکل شائع کیا ہے:۔

کشمیر میں مذہبی حقوق خطرہ میں

ہاری پاریگام تحصیل پلوامہ میں ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں کی ۲/۳ مسلم آبادی احمدی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پچھلے دنوں اس ملک کے احمدی حضرات نے اس گاؤں میں اپنا جلسہ منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ ابھی جلسہ میں کچھ دن باقی تھے کہ حکومت نہ صرف اس گاؤں میں بلکہ تمام تحصیل پلوامہ میں دو مہینے کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں لائی۔ دفعہ ۱۴۴ کو پیش نظر رکھ کر اس تحصیل میں کسی قسم کا لیکچر نہیں ہو سکتا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں لانے سے حکومت کا منشا یہ تھا۔ کہ احمدی لوگ ہاری پاریگام میں اپنا جلسہ نہ کر سکیں:۔

حکومت دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں کیوں لائی۔ اس دفعہ کو عمل میں لانے کے لئے حکومت کے پاس وجوہات ہونگے۔ وجوہات کچھ ہی کیوں نہ ہوں لیکن ہم حکومت کو اس دفعہ کے نافذ کرنے میں حق بجانب نہیں سمجھتے ہیں۔ احمدی فرقہ ایک مذہبی فرقہ ہے۔ اس ملک میں ہر ایک انسان کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کا پرچار کرے۔ اور اگر اس ملک میں ہر ایک مذہب کو اپنی مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ تو اس اعلان کی روشنی میں ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے کہ حکومت کیوں ایک تحصیل میں دفعہ ۱۴۴ کو نافذ کرے۔ اور اس طرح اس ملک کی ایک اقلیت کو اس کے مذہبی پرچار سے محروم رکھے۔ مسلمانوں کو اگر احمدی حضرات کے اعتقادات سے اختلاف ہے تو ہندو مذہب اور سکھ مت سے بھی مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ اگر حکومت نے احمدی حضرات کو اس لئے جلسہ کرنے سے روکا کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ کل ہندوؤں اور سکھوں کو بھی مذہبی جلسے کرنے سے نہ روک دیا جائے۔ کیونکہ وہ بھی اس ملک میں اقلیت میں رہتے ہیں۔ اور ان کو بھی یہ کہا جائے گا کہ اس طرح تمہارے مذہبی پرچار سے اس ملک کی اکثریت کے شیشۂ دل کو چوٹ لگتی ہے۔ اس لئے تم اپنا مذہبی پرچار نہیں کر سکتے ہو۔

پچھلے دنوں مٹن میں ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ سینکڑوں لوگوں نے وہاں کی ہندو اقلیت پر دھاوا بول دیا۔ لیکن ہم حیران ہیں۔ اس وقت حکومت کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کا خیال کیوں نہ آیا۔ آج جب اس ریاست کے احمدی لوگ اپنا ایک مذہبی جلسہ رچانے کا اعلان کرتے ہیں۔ تو حکومت جھٹ سے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں لائی ہے۔

جہاں تک مذہبی پرچار کا تعلق ہے اس بات کے دعوے ہو رہے ہیں کہ وہ مذہب ٹھیک ہے اور یہ مذہب ٹھیک نہیں ہے۔ اس مذہب میں سچائی ہے۔ اور اس مذہب میں سچائی نہیں ہے۔ اگر ایک ہندو ایک مسلمان کو دعوت دیتا ہے۔ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر ہندو دھرم کی شرن میں آ جائے۔ کیونکہ ہندو دھرم میں سچائی ہے۔ اور اس کے خلاف اسلام میں سچائی نہیں ہے۔ تو اسی طرح ایک مسلمان ایک ہندو کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ہندو دھرم کو تیاگ کر اسلام کی آغوش میں آ جائے۔ کیونکہ ہندو دھرم میں سچائی نہیں ہے۔ پس سچائی کی تحقیقات کے لئے اگر ایک مذہب کا کوئی فرد دوسرے مذہب کی سچائی کو بے نقاب کرتا ہے۔ تو اس قسم کے جلسوں کی تب تک ممانعت نہیں ہونی چاہیئے۔ جب تک حکومت کے سامنے اس بات کا کافی مواد موجود نہ ہو۔ کہ تقریر کنندہ شخص اعتدال سے باہر جاتا ہے۔ اور نقض امن کی تلقین کرتا ہے۔ اگر اس ملک میں مذہبی آزادی موجود ہے۔ تو اس مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ مذہبی پرچار کی بھی آزادی ہونی لازمی ہے ہاں جس وقت حکومت دیکھے گی۔ کہ مذہبی پرچار نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ نقض امن کی تلقین ہو رہی ہے۔ اس وقت حکومت نقض امن کو رفع کرنے کے لئے جو بھی ہتھیار استعمال میں لائے گی۔ اس میں حکومت کو حق بجانب ٹھہرایا جائیگا

لیکن اس بات کا کیا مطلب ہے کہ ایک اکثریت اس بات کو برداشت نہیں کرتی ہے۔ کہ کوئی اقلیت اپنا مذہبی پرچار کرے۔ اور حکومت اکثریت کے واویلا سے مرعوب ہو کر دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ اس اقلیت کو اپنے مذہبی پرچار سے روکتی ہے۔ ایجی ٹیشن کے دنوں میں اور بعد میں بھی مسجدوں میں مذہب کے نام پر نہایت اشتعال انگیز تقاریر ہوئیں۔ لیکن ہمیں بہت کم ان واقعات کا علم ہے۔ جب حکومت نے ان تقاریر کو پڑھ کر بھی اس قسم کا کوئی قدم اٹھایا ہو۔ جو آج تحصیل پلوامہ میں اٹھایا گیا۔ بہر نوع ہم حکومت کے اس قدم کو دانشمندانہ قدم نہیں سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ان حالات میں کسی بھی اقلیت کے مذہبی حقوق کسی بھی وقت خطرے سے خالی نہیں ہیں:۔

حکومت کشمیر کی صریح بے انصافی

سری نگر کا ایک مسلمان اخبار "البرق" ۲۷ اگست لکھتا ہے:۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی جانب سے مسٹر غلام نبی گلکار کو ایک نوٹس زیر دفعہ ۱۴۴ جاری ہوا ہے۔ کہ وہ یا اس کی جماعت تحصیل پلوامہ میں کوئی جلسہ منعقد نہ کرے۔ کیونکہ مجسٹریٹ بہادر کے پاس کافی وجوہ ہیں۔ کہ "ان جلسوں کے ذریعہ بدامنی کا مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی مسٹر گلکار کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ دو ماہ تک کوئی تقریر اس تحصیل میں نہ کر سکیں گے"۔ نوٹس کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیانیوں کو کسی قسم کے مذہبی جلسہ کی اجازت نہیں۔ اور نہ ان میں سے کوئی تقریر کر سکتا ہے۔ مذہبی جلسہ کی رکاوٹ کے لئے یہ پہلی قسم کا نوٹس ہے جو جاری ہوا ہے۔ اور ہم نے بہت دیر اس پر غور کیا۔ کہ اس کی کیا وجوہ ہیں۔ مگر ہم کسی نتیجہ پر نہ پہونچے۔ ایک طرف مہاراجہ بہادر لوگوں کی آزادی مذہب کے اعلان کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سے مذہبی جلسوں کے لئے یہ احکام کونسل سے جاری ہوتے ہیں۔ گویا کسی جماعت کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگنے کی حکومت پروا نہیں کرتی۔

پھر لطف یہ کہ جس روز صبح جلسہ ہونے والا ہے۔ اسی شام کو یہ نوٹس جاری ہوتا ہے۔ اور یہاں سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر یہ جگہ واقع ہے۔ جہاں جلسہ مقرر ہوا تھا۔ لوگوں کی تکالیف اور اخراجات کو تو حکومت شائد نہ تکلیف اور نہ نقصان سمجھتی ہو۔ دراصل معلوم یہی ہوا۔ کہ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے وہم میں پڑ کر ان جلسوں کی ممانعت کی گئی۔ ورنہ اگر فساد ہوتا۔ یا اندیشہ تھا۔ تو کیا ایسے فساد کو دور کرنے سے حکومت قاصر ہے۔ اگرچہ ہم نہ قادیانی ہیں۔ نہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر اصول کو مدنظر رکھ کر ہم یہ حکومت کی طرف سے صریح بے انصافی پر محمول کر رہے ہیں۔ کہ وہ اس طرح سے کسی مذہبی جماعت کے مذہبی جلسہ پر پابندی عائد کرے۔ دیکھئے قادیانی اس میں کیا کریں گے:۔

اخبار زمیندار کے مراسلہ نگار کی غلط بیانی

سکرٹری تبلیغ اسلام مسجد شمالی کھاریاں نے اخبار زمیندار ۲۸ اگست میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ مولوی لال حسین و محمد حیات کے آنے پر کھاریاں میں احمدیت مرچکی ہے۔ حالانکہ احمدیت خدا کے فضل سے کھاریاں اور مضافات میں روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تشریف آوری پر احراری سرغنوں کو سانپ سونگھ گیا۔ اور حضرت مولوی صاحب کی تقریر کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ غیر مسلم حضرات نے بھی نہایت پسند کی۔ لیکن جب حضرت مولوی صاحب کو ناظر صاحب تبلیغ کی طرف سے بذریعہ تار سیالکوٹ جانے کی اطلاع پہنچی۔ تو احرار نے تار کے مضمون سے آگاہ ہو کر اس وقت لال حسین کو بذریعہ تار طلب کر لیا۔ پہلی رات مولوی محمد حیات نے تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بے ہودہ نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کو اگر کوئی اعتراض ہو۔ تو تقریر کے ختم ہونے پر وقت دیا جائے گا۔ چنانچہ تقریر کے ختم ہونے پر جب میں نے سوالات شروع کئے۔ تو مولوی صاحب ایسے لاجواب ہوئے۔ کہ مجھے یہ سرٹیفکیٹ دیا۔ کہ آپ نے خوب مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور انہوں نے جلسہ برخاست کر دیا۔ دوسرے دن محض اس خیال سے کہ ان کی تقریر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ہمیں کوئی وقت نہ دیا گیا۔

تیسری رات لال حسین کی تقریر ہوئی۔ اس نے کھڑے ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر ناواجب حملے شروع کر دئے۔ چونکہ اس کو معلوم تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔ بار بار مناظرہ کے چیلنج دئیے۔ ہم نے علی الصبح صدر احرار چوہدری غلام سرور صاحب کو رقعہ بھیجا۔ کہ ہمارے ساتھ شرائط طے کر لو۔ اور ساتھ ہی ہم نے ناظر صاحب کی خدمت میں ارجنٹ واپسی تار دیا۔ کہ ہمیں مبلغ بھیجا جائے۔ ہماری تار کا سننا تھا۔ کہ سائیں لال حسین نے صبح کے ساڑھے تین بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر لاہور کا رخ کیا۔

ہم نے دوسرا رقعہ برائے طے کرنے شرائط بھیجا۔ مگر کوئی نتیجہ نکلا۔ دوسرے روز ہم مولوی مختار نبی صاحب وکیل کے مکان پر خود شرائط طے کرنے کے لئے گئے اور ساتھ ہی ہم نے کہا۔ کہ دو غیر مسلم حضرات کو بھی بلا لیا جائے۔ تا معلوم ہو۔ کہ کون مناظرہ سے گریز کر رہا ہے۔

ہم نے شرائط مناظرہ لکھ کر غیر مسلم حضرات کے حوالہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے کوئی شرط لکھ کر نہ دی۔ یہ ہے اصل حقیقت مناظرہ اور لال حسین کی تقریر کی۔

(نامہ نگار از کھاریاں)

تبلیغ احمدیت کی لگن

موضع مرزے والا کے باشندوں اور ارد گرد کے دیہات میں دو سال تبلیغ کی گئی۔ مگر انہوں نے مجھے اس عرصہ میں بہت تنگ کیا۔ کئی بار میرے گھر پر حملے کئے گئے۔ اور ان لوگوں کو جن کے ساتھ میرا لین دین تھا۔ سختی سے روکا گیا۔ کہ وہ مجھ سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ بعض لوگوں کے گھروں پر جا کر ان کو میرے ساتھ قطع تعلق کرنے پر مجبور کیا گیا۔

آخر ان تمام تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوتے ہیں مرزے والا سے چک نمبر ۶۲ ضلع لائل پور آگیا ہوں۔ اور آئندہ انشاء اللہ یہاں تبلیغ کا کام شروع کروں گا۔

خاکسار:- غلام نبی مستری

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول۔ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر مقام چکوال

دعویٰ دیوانی ۸۰۷ / ۱۹۳۶ء

فرم بھگت شام سنگھ لیکھراج مختاری اننت رام مختار عام فرم بھگت لیکھراج بنام اصغر علی بالغ ولد پیر سجاد ل شاہ وغیرہ سکنائے ل پور تحصیل و ضلع مذکور سکنہ چکوال راولپنڈی

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۱۵۰/- روپیہ

بنام:- اصغر علی بالغ ولد پیر سجاد ل شاہ سکنائے ل پور تحصیل و ضلع راولپنڈی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی اصغر علی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام اصغر علی مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر اصغر علی مدعا علیہ مذکور تاریخ ۵ / ۱۰ / ۳۶ کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی

آج بتاریخ ۸ / ۸ / ۳۶ کو دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

"الفضل" کا ہر خریدار
اپنے پاس پستول رکھ سکتا ہے
ہمارے پستول پر حکومت ہند کی طرف سے کوئی لائسنس نہیں ہے

کیونکہ ہمارے پستول سے اگر فائر کیا جائے۔ تو سامنے والا مرتا نہیں ہے۔ لیکن اتنا بدحواس ہو کر بھاگتا ہے۔ کہ اس کے اوسان ٹھیک نہیں رہتے۔ اس پستول کی آواز اتنی خوفناک ہے۔ کہ دشمن اسے اصلی پستول سمجھ کر فرار ہو جاتا ہے۔ ہمارے پستول کی صورت بھی بہت ڈراونی ہے۔ جو لوگ جنگلوں میں رہتے ہوں۔ یا جنہیں چور ڈاکوؤں کا خطرہ ہو۔ انہیں یقیناً یہ پستول اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ وقت پر لاکھوں روپے کا کام دیتا ہے۔ اگر آپ دشمنوں میں گھر جائیں۔ تو جیب سے نکال کر اس کا صرف ایک فائر کر دیجئے۔ دشمن ہوا ہو جائیں گے۔ جنگلی جانور اس پستول سے بُری طرح گھبراتے ہیں۔

صوبہ بنگال اور برما اور بہار اڑیسہ کے باشندے ہرگز یہ پستول نہ منگائیں۔ ان تینوں علاقوں میں اس پستول کے رکھنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کے باشندے اس پستول سے لوگوں کو خواہ مخواہ ڈرایا دھمکایا کرتے تھے۔ اس لئے حکومت نے ان تینوں علاقوں میں یہ پستول رکھنے کی ممانعت کر دی۔ باقی تمام ہندوستان میں اور تمام دیسی ریاستوں میں ہر شخص ہمارا بھیجا ہوا پستول اپنے پاس پوری آزادی کے ساتھ رکھ سکتا ہے اور پوری آزادی کے ساتھ استعمال کر سکتا ہے۔ اور اس پستول کے ساتھ ہم ایک سو کارتوس مفت دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب کبھی کارتوسوں کی ضرورت ہو۔ تو ہم سے ایک روپے کے چھ درجن (۷۲) کارتوس منگا لیا کیجئے۔ ایک وقت میں پستول میں دس کارتوس رکھے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک دوسرے کے بعد دس دفعہ فائر کر سکتے ہیں۔

آپ بھی ہم سے پستول منگا کر اپنے پاس رکھیے

اگر ناظرین میں سے کسی نے ابھی تک یہ پستول نہ خریدا ہو۔ تو اسے ضرور خرید لینا چاہیئے۔ بہت کام کی چیز ہے۔ ایسی چیزیں بار بار نہیں ملا کرتیں۔ جان و مال کی حفاظت کے لئے بغیر لائسنس کے آپ کو پستول خریدنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ اور آج ہی سب سے پہلی فرصت میں

"منیجر یونائیٹڈ میڈیکل سروس دریا گنج دہلی"

کے پتہ پر خط لکھ کر یہ خوفناک پستول منگا لیجئے۔ تاکہ آپ بھی اسے اپنے پاس رکھ سکیں اور وقت پر کام لیں۔

قیمت ایک عدد پستول معہ سو کارتوس چار روپے (للعہ) پارسل پر آٹھ آنے محصولڈاک خرچ ہوگا۔

ضرورت ملازمان

ہمیں اپنے بینک کی مختلف برانچوں میں کام کرنے کے لئے مستعد اور کارکن منیجروں، ایجنٹوں اور مرد و لیڈی انسپکٹروں اور کنویسروں کی ضرورت ہے۔ نوجوانوں کو بینک کا کام بھی سکھلایا جاتا ہے۔ تفاصیل کے لئے جوابی خط پتہ ذیل پر روانہ کریں۔

المشتہر
سکرٹری دی امدادی بینک آف انڈیا لمیٹڈ میکلوڈ روڈ لاہور

ایک روپیہ میں ایک ہزار اشتہار چھپوائیے
کل خرچ معہ قیمت کاغذ

سائز	ایک ہزار	دو ہزار	چار ہزار
۲¾ × ۵½	۱-۰-۰ روپیہ	۲-۱-۰ روپیہ آنہ	۳-۸-۰ روپیہ
۹ × ۵½	۲-۰-۰	۳-۸-۰	۵-۰-۰
۱۱ × ۹	۴-۸-۰	۵-۰-۰	۸-۰-۰

ہر قسم کے نمونے اور نرخ بالکل مفت
کمرشل سنڈیکیٹ نمبر ۶۰
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

جنرل سروس کمپنی قادیان

جو احباب قادیان میں جائداد (زمین یا مکان) خرید یا فروخت کرنا نئی عمارت کی تعمیر کے متعلق مشورہ کرنا یا نگرانی کا بندوبست کرانا۔ پودوں اور باغات وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا اور آبپاشی کے لئے الیکٹرک موٹر اور اپنے نئے یا پرانے مکانات میں بجلی کی فٹنگ وغیرہ کرانا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ منیجر جنرل سروس کمپنی سے خط و کتابت کریں۔ انتظام تسلی بخش کیا جائے گا۔

خاکسار۔ مرزا منصور احمد منیجر کمپنی ہذا

محافظ جنین

حب اطہرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے۔ دست قے پیچش۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھاجن۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے مونہہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست۔ اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولے ہے۔ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معدن الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

جبل الطارق ۳ ستمبر۔ ہسپانیہ کے ایک مشہور اشتراکی لیڈر نے آج لاسلکی کے ذریعہ اعلان کیا کہ اشتراکی مراکش کے عربوں کو آزاد کرتے ہیں اور مراکش کی آزادی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس نے اپنی تقریر میں مراکش کے عربوں کو پیغام دیا۔ کہ وہ وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور فسطائی اقتدار کا خاتمہ کرنے کے لئے اعلان آزادی کر دیں۔

پیرس ۳ ستمبر۔ سیویل اور ملاگا پر باغیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بمباری کی وجہ سے خانقاہوں اور کلیساؤں کو پانچ کروڑ پونڈ کا نقصان پہنچا ہے۔

ھنڈے ۴ ستمبر۔ باغی افواج آئردن کے قریب وجوار میں آپہنچی ہیں اور محصورین اہم مقامات سے واپس ہٹ گئے ہیں۔ اس لئے شہر کا فتح ہونا یقینی ہے سرکاری افواج نے نہایت جانبازی سے لڑنے کی تیاریاں کر لی ہیں۔ چنانچہ جنگ جاری رہے گی۔ جس کے نتیجہ میں سخت خونریزی ہو گی۔

لنڈن ۳ ستمبر اخبار "مارننگ پوسٹ" کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ کل مجلس وزراء میں تنازع فلسطین پر چار گھنٹے تک بحث جاری رہی۔ فلسطین کی مقامی حکومت نے سفارش کی تھی۔ کہ عربوں کی ہڑتال اور غیر آئینی کارروائیوں کو ختم کرا کر ان سے مصالحت کر لی جائے لیکن مجلس وزراء نے اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ فلسطین میں یہود کے داخلہ کو نہیں روکا جائیگا اور عربوں کی تحریک آزادی کو دبانے کے لئے سختی سے کام لیا جائے گا۔ اور تمام ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا جائیگا

لنڈن ۳ ستمبر۔ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم آئندہ ہفتہ استنبول سے روانہ ہو جائینگے۔ دو تین دن آنا میں قیام کر کے ۱۴ ستمبر تک لنڈن واپس آجائیں گے۔

واردھا ۳ ستمبر۔ گاندھی جی پر ملیریا کے شدید حملہ کے باعث انہیں سول ہسپتال واردھا میں پہنچا دیا گیا ہے۔

احمد نگر ۳ ستمبر۔ ضلع احمد نگر میں خشک سالی کی وجہ سے عوام الناس بے حد مضطرب ہیں فصلیں تباہ ہو رہی ہیں کسان مویشیوں کے لئے چارہ کی کمی کے باعث سخت مصیبت میں ہیں۔

لاہور ۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ پنجاب مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے پروگرام اور حلف نامہ کو ناقص اور غیر معقول سمجھتے ہوئے شہری حلقوں کے مسلم ارکان اس سے مستعفی ہو رہے ہیں۔

شملہ ۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان میں ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کے سکے اور ٹکٹ یوم تاج پوشی کے بعد تیار ہونگے۔ اس بارے میں حکومت ہند ابتدائی تیاریاں کر رہی ہے۔ اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ یوم تاج پوشی کے بعد کافی تعداد میں ٹکٹ اور سکے تیار ہو جائیں گے۔

پیرس ۳ ستمبر۔ جرمنی کی فوجی طاقت میں اضافہ کے نتیجہ میں فرانس بھی اپنی حربی قوت کو بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آئندہ اکتوبر میں جرمنی کی فوجیوں کی تعداد ۸۵۰۰۰۰ ہو گی جس میں ۲۸۰۰۰۰ باقاعدہ فوج ہے۔ فرانس کی فوج ۴۰۰۰۰۰ سپاہیوں پر مشتمل ہو گی جس میں باقاعدہ فوج کے سپاہی صرف ۸۰۰۰۰ ہیں۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ چیچک میں مبتلا ہیں۔ بایں ہمہ دفتر خارجہ اور ان کے درمیان ٹیلیفونی سلسلہ جاری ہے۔ وہ لیگ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں شرکت کر سکیں گے۔

لاہور ۳ ستمبر۔ آج دیوان برہم ناتھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں مولوی ظفر علی کے خلاف ایڈیٹر "نیرنگ" کے دائر کردہ استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کی سرسری سماعت اور مستغیث کے سرسری بیانات قلمبند ہو کر مزید سماعت ۴ ستمبر پر ملتوی ہوئی۔

شملہ ۳ ستمبر۔ کل کے اسمبلی کے اجلاس سے کانگرسی اور بعض دیگر ارکان کے واک آؤٹ کریکاڈ کرتے ہوئے آج صدر اسمبلی نے کہا۔ کہ یہ بظاہر صدر کے خلاف تھا۔ صدر سب کے خیالات سننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جب ایک بار کوئی رولنگ دیدیا جائے۔ تو ایوان کی ہر پارٹی کا فرض ہے کہ اسے قبول کرے۔ جب تک میں کرسی صدارت پر متمکن ہوں۔ اس منصب کی شان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرونگا۔

شملہ ۳ ستمبر۔ اسمبلی کے امروزہ اجلاس میں بحث وتمحیص کے بعد بلا ٹکٹ سفر کرنے والوں کے متعلق بل کو مشتہر کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔

لاہور ۳ ستمبر۔ دریائے راوی میں پھر قدرے سیلاب آرہا ہے۔ لیکن اس کی وسعت اس حد تک نہیں۔ جو ایک ہفتہ پہلے تھی۔ مقامی حکام احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔ کئی مقامات پر پولیس کے آدمی تعینات کر دیے گئے ہیں۔ تاکہ وہ وقت پر امداد کر سکیں۔ مادھوپور میں ۱۱ فٹ پانی اتر گیا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ سیلاب شدت اختیار نہیں کرے گا۔ بایں ہمہ بیسیوں دیہات خالی کر دیے گئے ہیں

اوٹا کمنڈ ۴ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دیہاتیوں کے ساتھ پولیس کے تصادم کے نتیجہ میں پولیس نے ان پر گولی چلا دی۔ جس سے دو اشخاص ہلاک اور ۷ مجروح ہوئے۔

چناق (دردانیال) ۳ ستمبر۔ جرنیل فخرالدین کی زیر قیادت ترکی رضا کاروں نے مصطفیٰ کمال پاشا کی طرف سے ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کا استقبال کیا۔ شاہ ایڈورڈ نے مقتولین جنگ کے مقبروں کی زیارت کی۔ اور مقابر پر پھولوں کے ہار چڑھائے

استنبول ۳ ستمبر۔ ترکی پارلیمنٹ نے دردانیال کی قلعہ بندی کے لئے ۵۰ لاکھ ترکی پونڈ منظور کئے ہیں۔ ان میں سے ۳۰ لاکھ پونڈ قلعوں کی مرمت اور سامان حرب پر صرف ہونگے۔

انگورہ ۳ ستمبر۔ ترکی کے محکمہ بحریہ نے روس سے ۴ بحری جہاز خریدنے کا آرڈر دیا ہے۔ اور ایک تارپیڈو جس کا وزن ۶ ہزار ٹن ہے۔ جرمنی سے خریدا ہے۔

پیرس (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے کہ باغیوں نے ہسپانوی مراکش سے دو اشتراکیوں کو جو ماسکو سے آئے تھے گرفتار کیا ہے۔ یہ اشخاص مراکشی قبائل کو باغیوں کے خلاف بھڑکانے کے لئے روپیہ تقسیم کر رہے تھے۔ گرفتار شدگان کے قبضہ سے ۴۶ ہزار پونڈ برآمد ہوئے۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ کل برطانوی کابینہ کے اجلاس میں امور خارجہ پر بحث کی گئی۔ اور خاص طور پر ہسپانیہ کی خانہ جنگی کی رفتار اور حکومتوں کے اعلانات غیر جانبداری پر غور کیا گیا۔ فلسطین کے صورت حالات پر بھی تبصرہ کیا گیا۔

جبل الطارق ۴ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ باغی طیاروں نے ملاگا کے قریب ایک برطانوی کروزر اور ایک جرمنی تباہ کن جہاز پر بم پھینکے جو ان کے نزدیک آکر ٹھیٹ گئے۔

امرتسر ۳ ستمبر۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۹ آنے۔ نخود حاضر ۲ روپیہ ۲ آنہ ۳ پائی دیسی کھانڈ ۸ روپیہ ۲ آنے سے ۹ روپے ۱۰ آنے تک۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۱ آنہ ۳ پائی۔ اور چاندی دیسی ۴۹ روپے ۴ آنے ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی